سہ ماہی "تحقیق و تجزیہ" (جلد4، شمارہ:1)، جنوری تا مارچ 2026ء

Semantic and Transformative Interactions in Hassan Manzar's Novels

حسن منظر کے ناولوں میں معنیاتی اور تغیراتی تفاعل

Yasir Naeem Baig*[1]
PhD Urdu Scholar, Riphah International University Faisalabad.
Dr. Shahida Yousuf*[2]
Associate Professor, Department of Urdu, Riphah International University Faisalabad.

یاسر نعیم بیگ☆[1]
پی ایچ ڈی اُردو سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر شاہدہ یوسف☆[2]
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد

Correspondance: yasirnaeembeg385@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 27-01-2026
Accepted:28-03-2026
Online:31-03-2026

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: This article examines the semantic and transformational dynamics in the novels of Hasan Manzar, focusing on how meaning is produced, altered, and expanded within his narrative structures. Drawing on major linguistic theories, the study explores conceptual and associative meanings, lexical relations, contextual shifts, and the role of signs and symbols in shaping interpretation. Hasan Manzar's fiction demonstrates a rich interplay of languages—Urdu, English, Arabic, and regional dialects—creating a multilayered semantic environment that reflects cultural hybridity and social complexity. His deliberate use of medical, political, religious, and colloquial vocabularies generates diverse meaning potentials, while stylistic devices such as metaphor, irony, code switching, and foregrounding contribute to semantic depth. The article highlights how Manzar's characters,

settings, and dialogues embody shifting semantic paradigms, particularly in relation to religion, social hierarchy, and professional discourse. Ultimately, the study argues that Hasan Manzar's novels construct a dynamic semantic field where linguistic diversity, stylistic innovation, and cultural context converge to produce a distinctive and evolving narrative meaning.

KEYWORDS: Hasan Manzar; Semantics; Conceptual Meaning; Associative Meaning; Stylistics; Lexical Relations; Code switching; Multilingualism; Narrative Meaning; Cultural Semantics

معنیات کی اصطلاح انگریزی لفظ "Semantics" سے ماخوذ ہے اس سے مراد معنی کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ معنیات سے مراد الفاظ، جملوں کے معنی اور مفہوم کا مطالعہ کرنا ہے۔اس کو ہم سادہ الفاظ میں اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ الفاظ اور جملوں کو سمجھنے کے علم کو معنیات کا علم کہتے ہیں۔

علم معنیات کے دائرے میں صرف الفاظ اور جملے ہی نہیں آتے بلکہ وہ تمام علامات اور نشانات جو بھی معانی کا درجہ رکھتے ہیں تمام کے تمام معنیات کے دائرے میں شامل ہیں صرف معانی ہی نہیں بلکہ معانی کا تاریخی پس منظر اور معانی کا آپس میں رشتہ، لغوی اور اصطلاحی تعلق، استعاراتی اور تشبیہاتی تعلق ان تمام کا مطالبہ معنیات کے زمرے میں آتا ہے۔ صاحبِ اُردو لسانیات پروفیسر صفدر علی لکھتے ہیں کہ :

> "معنیات: (Semantics) یعنی الفاظ اور جملوں کے معانی اور ان کے سیاق وسباق کا تجزیہ۔"(۱)

معنیات لسانی مطالعے کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔اس کو پہلے مخاطب ناموں سے جانا جاتا تھا پھر آخر کار ۱۸۸۳ء میں اسی شاخ کو "Semantics" کا نام دے دیا گیا اس حوالے سے گیان چند جین لکھتے ہیں کہ :

> "انیسویں اور بیسویں صدی میں اس شعبے کو بہت سے نام دیئے گئے۔ "Somantics" کے علاوہ "Semotics"، "Sematalogy"، "Semology"، "Semasiology" اور ان کی ہم معنی اصطلاحوں کو

استعمال کیا گیا لیکن ۱۸۸۳ء میں مشہور ماہر معنیات بریل (Brebl) کی
اصطلاح Semantics کو مستند مان لیا گیا۔“(۲)

مختلف ناموں کے بعد اس کو معنیات یعنی Semantics کا نام دیا گیا اور یہ الفاظ اور جملوں کے معانی کے علم کا نام ہے۔ لیکن اس کی مزید وضاحت کے لیے مزید ماہرین لسانیات کی معنیات کے حوالے سے بیان کردہ تعریفوں کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ معنیات کے معانی اور اصطلاح وضاحت کے ساتھ سامعین کی سمجھ میں آ سکے۔ مزید وضاحت کے لیے صاحبِ کشاف اصطلاحاتِ لسانیات لکھتے ہیں کہ :

”لسانیات کا وہ شعبہ جو معانی پر بحث کرتا ہے یعنی جو حوالے اور محول
کے تعلق کو زیرِ غور لاتا ہے اور ان محولات (الفاظ یا لسانی علامات) کے
معانی کی تاریخ اور ان میں آنے والی تبدیلیوں کا تجزیہ کرتا ہے۔“(۳)

اس تعریف کو مزید آسان الفاظ میں بیان کرنے کے لیے ڈاکٹر گیان چند کی بیان کی گئی تعریف کو دیکھتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ :

”معنیات (Semantics) میں لفظوں اور جملوں کے معنی و مفہوم
سے بحث کی جاتی ہے۔“(۴)

مندرجہ بالا تعریفوں سے نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ معنی اور جملوں کے سیدھے سیدھے عمل کو ہی معنیات نہیں کہا جاتا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ معنی کہاں سے اخذ ہو رہے ہیں اور یہ کس کس وضاحتوں سے اخذ ہوتے ہیں ان کے ظاہری معانی کیا ہے اور اس کے باطل میں کیا معانی پوشیدہ ہے اور یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ معانی کا آپس میں رشتہ کیا ہے اور معانی کا جملوں سے کیا تعلق ہے معانی کا معانی سے تعلق کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہم الفاظ کو ظاہری معانی میں نہیں لے سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ اُردو زبان کا حسن صنائع بدائع سے ہے یعنی تشبیہات و استعارات کے بغیر اُردو ادب کا حسن مکمل ہی نہیں ہوتا۔ مصنف فصاحت و بلاغت کے لیے مختلف ذرائع سے اپنے فن کا اظہار کرتا ہے۔ جن سے الفاظ کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور معنی تبدیل کرتا رہتا ہے۔ ان میں علامات، روز مرہ، تکرار، تراکیب، ضرب الامثال، قول محال، رمز و اشاریت، ابہام، مبالغہ، تمثیل، تجسیم، تشبیہات، استعارات، کنایہ، مجاز مرسل وغیرہ وغیرہ میں الفاظ اپنی اصلی حقیقی معانی کی بجائے فرضی معانی دیتے ہیں۔

یہاں تک کہ ماہرین لسانیات کا کہنا ہے کہ لفظ کے اپنے معانی نہیں ہوتے اس کے معانی کا تعین اس کا استعمال اور جملوں کا بیان متعین کرتا ہے کہ اس لفظ کا یہاں کیا معانی ہونا چاہیے اس حوالے سے روف پاریکھ لکھتے ہیں کہ :

"لفظ کا استعمال ہی اس کے معنی کی بنیاد ہے ورنہ لفظ کے کوئی معنی نہیں ہوتے۔ یہ نقطہ نظر کہ "کسی لفظ کا زبان میں استعمال ہی دراصل اس کے معنی طے کرتا ہے بہت سے ماہرین نفسیات اور فلسفیوں کے ہاں بھی ملتا ہے۔"(۵)

اس سے مراد ہے کہ لفظ کے معنی تک رسائی ہی اصل عمل ہے لفظ کے اپنے معانی اس لیے ہیں کہ اس کو کبھی کسی رنگ میں استعمال کیا جاتا ہے کبھی کسی معنی میں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد اشرف لکھتے ہیں کہ :

"معنیات میں اس بات کا بھی مطالعہ کیا جاتا ہے کہ جملوں میں یا متن میں مختلف الفاظ کا دوسرے الفاظ کے ساتھ کیا رشتہ ہے متن الفاظ کے رشتوں پر مبنی ایک نظام کا نام ہے جسے زبان تشکیل دیتی ہے۔ کچھ الفاظ کو ہم مترادفات سے پہچانتے ہیں اور کچھ کو ان کے متضاد سے مقصد معنی تک پہنچنا ہوتا ہے چاہے متضاد کے ذریعے وضاحت ہو یا مترادف کے ذریعے۔"(۶)

ظاہر ہے کہ الفاظ کا الفاظ سے اور جملوں کا جملوں سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوتا ہے۔ الفاظ ایک دوسرے سے کسی نہ کسی تعلق قانون قاعدے کے مطابق ہی استعمال کیے جاتے ہیں اور ان کا آپس میں ایک خاص رشتہ ہوتا ہے اس رشتے کو لغوی رشتہ کا نام دیا جاتا ہے۔ آکسفورڈ کی شائع کردہ "لسانیات ایک جامع تعارف" میں لغوی رشتے کی تعریف کچھ ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ :

"لفظ معنی کو سموئے ہوئے ڈبے یا تقریری وقوعوں میں حصہ لینے والے کردار تو ہوتے ہیں ان کے آپس میں رشتہ بھی ہوسکتے ہیں۔ جنھیں معنیات میں لغوی رشتے کہا جاتا ہے کسی لفظ کا مطلب سمجھانے کے لیے عموماً ان ہی رشتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ مثلاً "عام" کا معنی بتانے کے لی ہم کہہ سکتے ہیں کہ "جو خاص نہ ہو"، یعنی "خاص" کا متضاد "عام" اور "خاص" کے درمیان موجود لغوی رشتے کو معنیات کی اصطلاح میں تضاد کہا جاتا ہے۔"(۷)

ان رشتوں سے ہی معانی بنتے ہیں اور مصنف کا الفاظ کو خاص ترتیب سے ایک لڑی میں مخصوص انداز سے سیٹ کرنا کوئی عام بات نہیں کیونکہ اس کو اسلوب کہتے ہیں اور اس سے ہی مصنف کے مرتبے، علم اور فنکاری کا اندازہ ہوتا ہے۔ معنیات

میں اصل مقصد کو معانی تک پہنچنا ہوتا ہے کہ اور معنیات میں الفاظ اور ان کے ساتھ علامات کا علم ہی حقیقی معانی تک رسائی کا ذریعہ ہے اور تب ہی حقیقی معانی کا پتہ چلتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد اشرف کمال کچھ یوں رقمطراز ہیں :

> "معنیات دراصل لسانی علامات کے ذریعے حقیقی اشیاء تک پہنچنے کے عمل میں بھی معاونت کرتا ہے یعنی معنیات میں کسی چیز کی اصل اور اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالنے کے بجائے صرف اشیاء اور ان کے لیے مختص کی گئی علامات کے تعلق پر بحث اور بات کی جاتی ہے۔ یعنی زبان اور اشیاء آپس میں کسی رشتے میں منسلک ہیں۔ اسی افلاک کی وضاحت معنیات کا فریضہ ہے معنیات کو معنی کی سائنس کا نام بھی دیا جاتا ہے۔"(۸)

حقیقت میں معنیات میں معنی تک رسائی ہی اصل مقصد ہے کہ معنیات کیا ہے معنی کس کس انداز سے اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ علم لسانیات میں معنیات ایک اہم رکن ہے اور اس کا دائرہ کار کافی وسیع ہے۔ اس کی اقسام کیا کیا ہیں اس کو ماہرین کن کن حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کے مقاصد کیا ہو سکتے ہیں۔ میں پوائنٹ ہمارا مقصد معنی تک رسائی ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ معلوم ہو کہ معنی سے کیا مراد ہے۔

معنی سے کیا مراد ہے :

معنیات کے تمام کے تمام تصورات کا جائزہ لینے سے جو اوپر بیان کیے گئے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد کسی بھی زبان کے ایک لفظ یا کسی بھی جملے کے اسی زبان میں معنی پر مرکوز ہیں۔ مختصر اور سادہ لفظوں میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ معانی سے مراد عام استعمال کے معانی ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ بڑے ادیب اپنی مرضی سے بھی کچھ الفاظ کو اپنی مرضی کے معانی کے لیے استعمال کر لیتے ہیں لیکن وہ لغات کا حصہ نہیں بنتے۔ یعنی یہاں معنیات کو سمجھنے کے لیے جو بات کہی گئی ہے اس میں معانی کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں :

ا۔ تصوری معنی (Conceptual Meaning)

۲۔ تلازمی معنی Essociative Meaning)

کچھ الفاظ کو لغات میں شامل کیا جاتا ہے اور کچھ الفاظ عام بول چال کی زبان میں استعمال ہوتے ہیں لیکن ان الفاظ کو لغات میں شامل نہیں کیا جاتا اس زمرے میں معنی کو دو اقسام میں بیان کیا جاتا ہے۔ ماہرین ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کہ تصوری معنی سے کیا مراد ہے۔ اس حوالے سے محمد شیر از دستی، محمد نعمان، بی بی امینہ، لیاقت اقبال لکھتے ہیں کہ :

"تصوری معنی میں معنی کے وہ بنیادی اور ضروری اجزا شامل کیے جاتے ہیں، جو لفظ کے لغوی استعمال سے ظاہر ہوتے ہیں۔ لغات میں تمام معانی تصوری ہی ہوتے ہیں۔"(۹)

اس طرح وہ تلازمی معنی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"کسی لفظ کا تلازمی معنی وہ ہوتا ہے جو کسی خاص فرد کے کسی چیز کے ساتھ تعلق یا اس فرد کے ہاں اس چیز کی کسی خاص تعبیر کی وجہ سے وجود میں آئے۔۔۔یہی وجہ ہے کہ انھیں لغت میں شامل نہیں کیا جاتا۔"(۱۰)

کسی بھی تخلیقی ادب میں معنی ایک ہی وقت مختلف حوالوں سے مختلف معانی میں استعمال ہو سکتا ہے۔ ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ معانی تک رسائی کے لیے ضروری ہے کہ بات کا سیاق و سباق معلوم ہو۔ اس کا محل و قوع معلوم ہو پھر ہی حقیقی معانی تک رسائی ممکن ہے۔ تمام الفاظ کی قدر ان کے محل وقوع کے مطابق ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی لفظ صرف اور صرف ایک ہی خیال کے لیے تو اخذ نہیں کیا گیا۔ اس کے بارے میں جتنے بھی ذہن ہے۔ اپنی اپنی مرضی سے سوچ کیلئے ہیں ایک اور بات جیسے جیسے ہماری سوچ ہمارے خیالات تبدیل ہوتے ہیں۔ ویسے ویسے ہمارے نزدیک الفاظ کے معانی و مفہوم بھی تبدیل ہوتے جاتے ہیں۔ مختلف الفاظ ایک ہی معانی کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں اور محل وقوع کے مطابق الفاظ کے معانی تو تبدیل ہوتے ہی ہیں۔

ہر نئی فضا میں ہر ماحول کے مطابق بات کی اصل کے مطابق ہی الفاظ کے معنی قرار پاتے ہیں۔ الفاظ کا معانی بننے سے پہلے اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ بات سیاسی حوالے سے ہو رہی ہے کہ مذہبی حوالے سے ہو رہی یا پھر ذاتی ہے خاندانی ہے کیا پھر قومی بات ہے۔ مختصراً کہ ہر ماحول میں اس کے مطابق ہی الفاظ معانی دیتے ہیں۔ جب معنیات کے متعلق تمام نظریات زیر بحث آچکے ہیں اور اس کے ساتھ معانی کیا ہے ان کا آپس میں رشتہ کیا اس سے ہٹ کر کہ الفاظ سیاق سباق کے مطابق معانی دیتے ہیں اور اب اس سے ہٹ کر یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کسی بھی متن کو کس کس حوالے سے دیکھ سکتے ہیں۔ متن کے کن کن پہلوں پر بات ہو سکتی ہے یا کی جاسکتی ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر عامر سہیل نے اپنی کتاب "جدید لسانیاتی اور اسلوبیاتی تصورات" میں بیس اقسام کا ذکر کیا ہے :

1. متن میں موجود معنی اور ان کی تعبیرات
2. متضاد اور مترادفات
3. صنائع لفظی و معنوی

4. تمثیل / تجسم
5. علامت
6. پیکر تراشی
7. تراکیب
8. مرکبات
9. استعارہ، کنایہ، مجاز مرسل (مجاز کے تمام علاقے)
10. تشبیہات
11. متن میں موجود کسی اور زبان کی آمیزش
12. لسانی تصرفات اور قواعدی انحراف (فورگراؤنڈنگ)
13. تخلیقی متن میں نئے لسانی سانچے، نئی لسانی تشکیلات، نئے تلازمات و انسلاکات کی تلاش
14. تعقید لفظی و معنوی
15. روزمرہ اور محاورہ
16. تلمیحات اور فصاحت و بلاغت کے قرینے
17. تکرار الفاظ
18. مبالغہ، ابہام
19. تابع الفاظ
20. متجانس الفاظ“(۱۱)

کسی بھی متن پر مندرجہ بالا بیان کیے گئے پہلوؤں کے حوالے سے بات ہو سکتی ہے۔ اس سے ہٹ کر بھی بہت سے پہلوں ایسے سامنے آسکتے ہیں۔ جن پر اظہار خیال کیا جا سکتا ہے اور متن کو ان حوالوں سے بھی پرکھا جا سکتا ہے۔ حسن منظر کے ہاں عام زبان کو بھی ادبی رنگ میں اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے لکھاریوں نے ان کو افسانوی دنیا کے ساتھ ساتھ ایک بڑا ناول نگار بھی تسلیم کر لیا ہے جو کہ ہر لحاظ سے خود کو تسلیم کروا چکے ہیں۔ ان کے اسلوب میں معنیات کو پرکھنے کے لیے ہم مختلف انداز اپناتے ہیں۔

حسن منظر کے ناول میں انگریزی لفظیات:

حسن منظر کے ناولوں کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کو اتنی مہارت ہے کہ ان کا جو بھی ناول جس تہذیب کے بارے میں ہے یا جس فیلڈ کے متعلق ہے تو اس کو بالکل اسی انداز اسی ماحول اور اس زبان میں تحریر کیا ہے

بالکل ہی اسلوب تبدیل ہو جاتا ہے کہ اگر ”دھنی بخش کے بیٹے“ ناول ہے تو اس میں سندھی تہذیب اور وہی الفاظ بڑے اور چھوٹے لوگوں میں طبقے کا فرق نظر آتا ہے۔ اگر ان کے ناول ”بیر شیبا کی ایک لڑکی ماں بیٹی“ کا مطالعہ کریں تو ماں اور بیٹی کی مشکل زندگی بالکل حقیقت نگاری جو کہ آج کل کے دور میں ہو رہا ہے جو کہ ایک جوان ماں اور جوان ہوتی ہو بیٹی کے ساتھ معاشرہ کرتا ہے انھوں نے اس انداز اور اسی زبان میں بیان کر دیا۔ سب سے بڑھ کر ایک مثال ان کے ایک چھوٹے سے ناول کی ہے۔ ”وبا“ کی اس ناول میں انھوں نے پوری کی پوری ڈاکٹری زبان استعمال کی ہے۔ اس ناول کے مطالعہ کے بعد قاری انگریزی اور ڈاکٹر دونوں میں مہارت حاصل کر لیتا ہے یعنی زبان بھی سیکھ لیتا ہے اور میڈیکل کے بارے میں بھی کافی معلوم اخذ کر لیا ہے۔

حسن منظر نے انگریزی الفاظ کو کہیں تو اُردو میں لکھا ہے اور زیادہ تر ان کے ہاں انگریزی الفاظ کو انگریزی میں ہی لکھا گیا ہے۔ مزید حسن منظر کے ہاں انگریزی الفاظ کے استعمال کی مثالیں دیکھتے ہیں۔

پہلے حسن منظر کے ناولوں میں سے پورے پورے جملے، فقرے جو انھوں نے انگریزی میں لکھتے ہیں ان کو بطور مثالیں پیش کرتا ہوں:

"The Newpaper wales gramble only when they have a patient of their own admitted here.

Then yoy see them here day and night; Thie is not good , that is dirty, the food is stale , no doctor on the ward, no nurse. Oh, then see the long yarns they weave in their papers. But when their patient is gone, they are gone as well."[۱۲]

"Huh-Remember we have sun this hospital for forty years without these new gadgets whatever you may call them, and run it well. "[۱۳]

"Colonel, whatever his name is , was saying to Bokhari, I heard him myself saying this to him, I will recommend your name for the medal your

department is going to award to the person who has best fought agaings small pox this year. Hunh! Did he ever see Bokhari."(۱۴)

"Dokita adermi no more in dis town. He go to Zaria. His loads go to big city today. He no be here for four days,----wargida he no come here again."(۱۵)

اس کے علاوہ حسن منظر کے اسلوب میں تقریباًون تھرڈ الفاظ انگریزی کے موجود ہے یعنی کہ جملوں میں ایک ایک الفاظ انگریزی کے ان کے ہاں عام استعمال ہوئے ہیں۔ان الفاظ کی ایک مختصر سی لسٹ بطور مثال پیش کرتے ہیں :

"Insignia, friend, Doctor, Spesms, obituary, your, Inventry, she for, atropine, general vaccination, inoculation, hermetically, sealed, call me, dora, win, assure, can, I, very efficient, explode, even them Good, expiry dote, campaign, soldier, modus vivedi, rabies, Hold it please, batter ready, small pox, chicken-pox, poly-epeidemic, Epidemic, Blitzkrieg Auscultate, vaccinate, primitive, Lisbon, mumps , meaning, Meningitis, rabies ."(۱۶)

حسن منظر کے اسلوب میں ایک اور اہم نقطہ کہ ان کے ہاں اسلوب اور پلاٹ کو جاندار بنانے کے لیے انھوں نے اکثر دوسری زبانوں کے الفاظ استعمال کیے ہیں اوپر بات ہوئی ہے کہ کہ انھوں نے انگریزی الفاظ بلکہ پورے پورے انگریزی پیراگراف اپنے اسلوب کا حصہ بنایا ہے بالکل اسی طرح ان کے ہاں ایک اور اہم نقطہ نظر آتا ہے کہ ان کے اسلوب میں انگریزی الفاظ کو انھوں نے اُردو رسم الخط میں تحریر کیا ہے۔چند ایک مثال بطور نمونہ کہ حسن منظر نے انگریزی الفاظ کو کیسے اُردو میں تحریر کیا ہے۔ایک موقع پر فتح اپنی بیوی ممتاز کو اس طرح گالیاں دیتا نظر آتا ہے :

"مائی بچز، مائی لولی بچز، آئی ول شو واٹ کیسانووا (Casanova) واز اِن رئیل لائف۔"(۱۷)

کلیرس اپنی بیٹی کو کہتی ہے کہ :

"آئی بیلیو یو۔"(۱۸)

انگریزی الفاظ کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں ایسے الفاظ جن کو حسن منظر نے اُردو میں لکھا ہے۔ ہمارا موضوع اصل میں معنیات ہے کہ الفاظ کے معنی کیا ہیں معانی کس طرح وجود میں آتے ہیں ان کا آپس میں کیا تعلق ہے کوئی بھی ادیب مصنف، شاعر اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کے لیے اپنے کلام اپنی تحریر کو دوسرے لکھاریوں سے منفرد بنانے کے لیے مختلف زبانوں کے الفاظ کا سہارا لیتا ہے اور کبھی ان الفاظ کے معانی کو اور کبھی الفاظ کبھی مہاورات کو ویسے کا ویسے لکھ کر انفرادیت پیدا کرتا ہے۔ پہلے مثالیں پیش کی گئی ہیں کہ حسن منظر اپنے ناولوں میں انگریزی الفاظ کو انگریزی میں کیسے استعمال کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد اب ایک اور فہرست پیش خدمت ہے کہ حسن منظر نے اپنے ناولوں میں انگریزی الفاظ کو کس احسن انداز میں اُردو زبان میں لکھا ہے یعنی کہ الفاظ کا الفاظ کے ساتھ مل کر کس احسن انداز میں معانی پیدا کرنے کا سلسلہ چلتا ہے۔ چند الفاظ کی فہرست کہ حسن منظر کے کون کون سے الفاظ انگریزی زبان کے اُردو میں تحریر کیے ہیں۔

"رجسٹرڈ میل، سوری، سپاٹ، لیکچر، اسکالر شپ، کسٹم آفس، پوسٹ، ہیلی کاپٹر، ٹوئرسٹ گائیڈ، لینڈ، فلائٹ، گولڈ امیر، ڈسپلن، بیک گراونڈ، پسٹل، اسپشلسٹ، مینفیسڈ، نیشنلسٹ، بلڈنگ، ملڑی، سیکریٹری، ٹیوٹر، مانک ایکرمین، ہیلو، آوٹ ڈور، میڈیکل، ہیلتھ سیکریٹری، جرنل، سلائیڈز، اسٹیچو، ریسٹورنٹ، ایئر کنڈیشنڈ، ہوم ورٹ، پرائیویٹ، پوسٹنگ، پیکنگ، ویٹر، واش بیسن، پاوڈر، ملک، ٹرین، ٹریفک، فٹ، ٹرانسفر، میڈیکل ریپ، گیٹ اپ، انچاج، ایکسپائر، سیمپل، کیس سین، تھینک یو، کچن، کورائز سلنڈروں، رجسٹر، ایکٹو، سنگلز، سروس، کیمرہ مین، مارشل، سول سپلائیز، ڈسچارج، آپریشن تھیٹر، گڈ مورننگ، ڈیوٹی، ٹیبل، ایڈمنسٹریشن، راونڈ وغیرہ وغیرہ۔"(۱۹)

اس طرح انگریزی الفاظ کا بڑا ذخیرہ حسن منظر کے ناولوں میں موجود ہے اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں الفاظ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ حسن منظر کے دوسری کئی زبانوں کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ مثلاً چند الفاظ بطور مثال دیکھتے ہیں جو کہ حسن منظر کے ہاں عربی زبان کے استعمال کیے گئے ہیں۔

"یاحاضرین القیر خلوہ میدانی

خلّوہ من حد راسی لا تدفنونہ

خلّونی اشوف من سیّارو من راھی

واشوف قضیٰ النھد یمشی علے ھونہ "(۲۰)

"کیف الحال منیرہ؟"(۲۱)

" نُدق، سبر نشندنت، صُم بکم، مرحبا، تفضل، اہلاً و سہلاً، دلج، ایش تبقیٰ، شسم ہذا، فلفل، نار جیلہ، حلونی اشوف من، عرضہ، المینا، وشداشہ، یمشی علے ہونہ، ہونہ، اہلاً، سیجارۃ، سقط، ساعۃ، خبز، سجائر بدون علبتہ، عود الکبریت، کبریت، یللیٰ، شققتہ رب المالکوت، اوسمہ او فرحہ او قرطہ، او دانا، او دان، او صفر، او شقر او حمر، او دانا او دان۔ "(۲۲)

کسی بھی مصنف کا اسلوب تسلیم شدہ نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا ہے اُس مصنف کا اسلوب مکمل طور پر معیاری اور حرف آخر ہے کیونکہ زبان کے قواعد وضوابط کی پابندیوں کے باوجود بھی لکھاری متن میں نئے نئے تجربات کرتے رہتے ہیں اور الفاظ کو نئے نئے سانچوں میں بیان کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

حسن منظر نے اسلوبیاتی تناظر میں نئے نئے زاویے متعارف کروائے ہیں۔ وہاں انھوں نے اُردو ادب کے لفظی سرمائے میں ناقابل قدر اضافے کیے ہیں۔ ان کے اسلوب پر پہلے "دوسرے" باب میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ ان کے ہاں کئی زبانوں کے الفاظ اتنے احسن انداز میں انھوں نے استعمال کیے ہیں کہ انھوں نے اُردو ادب میں اپنا مقام مرتبہ قائم کر لیا ہے۔ حسن منظر کا یہی بڑا پن ان کو اپنے دورِ حاضر کے تمام لکھاریوں سے ممتاز اور منفرد ثابت کرتا ہے۔

حسن منظر کے ہاں معنیات کے بڑے جال کو سمجھنے کے لیے جس طرح ان کے اسلوب میں دوسری زبانوں کے الفاظ پر بحث ہوئی ہے بالکل اسی طرح حسن منظر کے ناولوں کو دوسرے زاویے سے بھی پرکھتے ہیں کہ انھوں نے مذہب اور سیاست کو کس نقطہ نظر سے پیش کیا ہے اور کون کون سے الفاظ کن کن اصطلاحات پیش کیے ہیں۔

مذہب کے معنیاتی پراڈائم :

مذہبی پراڈائم سے مراد ہے کہ کسی بھی مذہب کا مرکزی ڈھانچہ کیا ہے۔لوگوں کے عقائد، نظریات، سوچ اور رسومات کیا کیاہیں۔ مختلف مذہبوں کے ماننے والوں کے عقائد اور ماننے والے افراد کے نظریات بھی مختلف ہوتے ہیں جس وجہ سے فرقے جنم لیتے ہیں کیونکہ ہمارا موضوع ہی معنیات ہیں کہ الفاظ کے معانی کو مختلف قسم کے افراد مختلف قسم کے معنی میں تبدیلی واقعہ ہو جاتی ہے۔ صرف الفاظ ہی نہیں بلکہ علامات کی وجہ سے معانی یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی فقرے کو دو مثالوں میں دیکھتے ہیں۔

(1) روکو، مت جانے دو۔

(2) روکو مت، جانے دو۔

یعنی مثال میں ہے کہ روک لو اس کو جانے نہیں دینا اور دوسری میں یہ کہ اس کو مت روکو اس کو جانے دو۔ یعنی الفاظ اور علامات کے معنی پر بہت اثرات ہوتے ہیں۔

تمام مذہبوں میں بنیادی مرکزی حیثیت تو صرف انسانیت کو ہی حاصل ہے۔ یہ ایسا موضوع ہے کہ جس مرضی مذہب پر تحقیق کر کے دیکھ لیں مرکزی نقطہ صرف اور صرف انسانیت ہی ہے۔ اسلام میں مندرجہ ذیل الفاظ شامل ہیں۔

1. خدا اور کائنات
2. انسان کے بارے میں بنیادی عقائد
3. اخلاقیات اور اقدار کا نظام
4. عبادات
5. رسومات
6. مذہبی قوانین
7. دنیا اور آخرت کے نظریات

ہمارے مرکزی اور بنیادی عقائد کا کل حامل ''توحید، رسالت، آخرت، شریعت اور اخلاقیات۔ ''

اس حوالے سے حسن منظر کے ناولوں میں سے چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں۔ایک مسلمان ہونے کے ناطے جب بھی ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے یا دکھ ،تکلیف پریشانی آتی ہے تو ہم اللہ سے دعاؤں کے ذریعے مدد طلب کرتے ہیں۔اس حوالے سے وبامیں سے ایک مثال :

"کچھ عورتیں جو برقع پہنے ہیں اس وقت وارڈ سے دوسرے وارڈ میں جاکر زیادہ بیمار بچوں اور بڑوں کے بیڈ کے برابر کھڑی ہو کر منہ ہی منہ میں دعائیں پڑھ کر ان پھونک رہی ہیں ۔ ان کے ہاتھوں میں پنج سورے اور تسبیحاں ہیں۔ جتنی دیر وہ خاموشی کھڑی دعا پڑھ رہی ہوتی ہیں ۔ مریضوں کے تیمار دار خاص طور سے بچوں کی مائیں۔ان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھتی رہتی ہیں:شاید ان کی دعا کو قبولیت ہو۔"(۲۳)

سب کچھ اللہ تعالیٰ سے ہی طلب کیا جاتا ہے لیکن مسلمانوں کا یعنی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں ،ان سے محبت ہی اللہ سے محبت ہے۔اس لیے ان کی شان و شوکت بیان کرنے کے لیے محفل برپا کی جاتی ہیں اور ہم ان کے صدقے اپنی مناجات رب کے حضور پیش کرتے ہیں۔جس دن رسول پاک ﷺ کا اس دنیا میں نزول ہوا اس دن ان کی آمد کی خوشی میں تمام اداروں کو چھٹی دی جاتی ہے تاکہ تمام افراد خوشی میں شامل ہو سکے۔

"آج عید میلاد النبی کی چھٹی ہے۔۔۔کلیرس خجل ہو گی،اتنی اہم بات وہ کیسے بھول گئی تھی اور مجھے شمیہ نے بھیجا ہے کہ میلاد شریف کا بلاوا دے آوں۔"(۲۴)

مسلمانوں کی عبادات میں حج ایک اہم رکن ہے۔حج پر جانے والے افراد خوش نصیب ہوتے ہیں جن کو بلاوا آتا ہے :

"میلاد شریف کے لے آنے والی عورتیں کھانے کے بعد بھی وہیں رکی رہیں۔ان میں شادی بیاہ کی باتیں ہو رہی تھیں اور کون کون اس سال حج پر جانے تیاری کر رہا تھا۔"(۲۵)

نماز بھی ایک اہم رکن ہے دین اسلام کا

"عصر کی نماز کا وقت ہو رہا ہے مجھے جاکر مسجد کا دروازہ کھولنا ہے۔جھاڑو دینا ہے۔"(۲۶)

نماز قائم ادا کرنے کے لیے مسجد قائم کی جاتی ہے۔لوگ اپنی حاجات کے لیے منت مان لیتے ہیں اور اللہ کے حضور کچھ نہ کچھ عقیدت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

"مسجد احمد بخش کے باپ کی بنوائی ہوئی تھی۔ ان سے پہلے وہاں ایک کچی مسجد تھی جس میں نہ نمازیوں کے وضو کرنے کا انتظام تھا نہ مینار تھے، نہ گنبد ، نہ اذان ہوتی تھی نہ جامعت سے نماز کیونکہ کوئی امام ہی نہیں تھا۔ خدا بخش شاید دھنی بخش کے اپنے دل میں مانی ہوئی منت کا نتیجہ تھی۔ لڑکا ہوا تو وہ مسجد بنوائے گا لڑکی کی پیدائش کی صورت میں اس کی رائے کچھ پکی اور واضح نہیں تھی کہ وہ کیا کرے گا۔"(۲۷)

دین اسلام میں انسان کو موت کے غسل کفن کے بعد اس کی نمازہ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ پھر اس کو دفن کیا جاتا ہے تمام مسلمانوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ پاک اس کو کفن اور قبر نصیب کرے۔ عورتوں کو عورتیں اور مرد کو مرد غسل دیتے ہیں۔ اس حوالے سے کلیر س، جیور جیانا کو فاطمہ آپا کی ساس کے بارے میں بتاتے ہوئے کہتی ہے کہ :

"بے چاری بیوہ تھی۔ ان کے شوہر بھی دین دار خدا ترس آدمی تھے اور وہ خود بھی لوگ ان کے مفسقر تھے، رشتے دار اور واقف دونوں۔ جب وہ یہاں تھیں بیماروں اور ناداروں کے کام آتی تھیں۔ جب کوئی عورت مرتی تھی بن بلائے اسے غسل دینے پہنچ جاتی تھیں۔ آپا نے بتایا تھا۔ پہلی بار میرا حال سن کر وہ فون پر ہی رو پڑی تھیں۔"(۲۸)

غسل کے بعد میت کی نمازِ جنازہ ادا کی جاتی ہے۔ ہسپتال کے ایک دربان جس کا نام رمضان ہے جب کبھی امام نہ انتظام نہ ہوتا تو اس کو نمازِ جنازہ کے لیے کہا جاتا تھا۔ اس حوالے سے حسن منظر لکھتے ہیں :

"اگر امام کا انتظام نہ ہو سکے تو وہ مردہ وارڈ کے باہر جہاں مرنے والے کو کفن میں لٹا دیا گیا ہوتا ہے۔ نماز جنازہ بھی پڑھ سکتا ہے، لگتا ہے نمازہ جنازہ پڑھانا اس نے ہسپتال میں پوسٹ کیے جانے کے بعد سکھا ہے۔ بس اس میں ایک ناپسندیدہ عادت ہے۔ نمازِ جنازہ کے بعد تقریر کرنے کی کہ مرنے کے بعد بس کیا کیا انسان کے کام آتا ہے۔"(۲۹)

اس کے بعد مرنے والے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے۔

''کلیرس ابھی تک اپنی جگہ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔اس آخری بات پر اس نے سر اوپر اٹھا کر ریورینڈ اور اس دکھ بیماری کی بات کہنے والے مرد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی بات پر زور دے کر کہا، میں مسلم ہوں۔ شادی کے لیے مسلمان نہیں ہوئی تھی اور مسلم ہی مرنا چاہتی ہوں اور مسلم قبرستان میں دفن ہونا بھی۔۔۔۔گُڈبائی۔''(۳۰)

اسلام میں پیری مریدی کا نظام میں رائج ہے۔اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ پوری کائنات کا نظام صرف اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہی ہاتھ میں ہے لیکن کچھ ہستیاں ہیں جنھوں نے دنیاوی لذتوں سے خود کو بے نیاز کر لیا اور خدا کی مرضی سے اختیارات حاصل کر لیے ہیں۔خانقاہی نظام ایک پورا نظام ہے لوگوں کا یقین ہے اور وہ ان لوگوں کے وسیلے سے اپنی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اس کو صوفیانہ نظام کہتے ہیں۔اس نظام میں لوگوں کو اسلام کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتیں ہیں۔

دنیاوی لذتوں سے ہٹ کر آخرت کی زندگی حقیقی زندگی گزارنے کی ترتیب دی جاتی ہے۔آج کل کچھ افراد نے اسی کو کاروبار بنالیا ہے اور پیسے کمانے کا ذریعہ بنالیا ہے جو کہ بالکل بھی درست نہیں۔اس سے تو اب تو ختم ہو جاتا ہے۔''دھنی بخش کے بیٹے''اس ناول میں نسیم نامی لڑکی کو ایک بزرگ دم کرنے کے لیے آتے ہیں۔نسم اور اس کے گھر والوں کو پورا یقین ہوتا ہے کہ لڑکی یعنی نسیم ٹھیک ہو جائے گی۔اس منظر کو حسن منظر نے کچھ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔حسن منظر کے اس سین کی پوری کی پوری منظر کشی کی ہے :

''وارڈ میں لوگوں کے بولنے اور چلنے کی آواز آئی اور جالی کا دروازہ کھول کر ایک مرد جو نسیم کا ماموں ہو گا اور اس کے پیچھے ایک بوڑھا سا مرد جو ہرے رنگ کی پرانی عبا پہنے تھا داخل ہوئے۔عبا پر سنہرے دھاگوں سے کام کیا گیا تھا جو یعنی جگھوں پر سیاہ پڑ گیا تھا اس کی اونچی باڑھ کی ٹوپی میں سے اِدھر اُدھر اور پیچھے گیسو لٹک رہے تھے۔ پیر صاحب کو دیکھ کر لڑکی کے مردہ چہرے پر زندگی کی لہر کھیل گئی۔ماں نے کہا،''لو آدھی تو تم ابھی اچھی ہو گئیں۔''

پیر صاحب نے کہا،''کیا نام ہے تمھارا بیٹی؟''

”نسیم“ لڑکی نے کوشش کی کہ اس کے چہرے کی کھال نہ تھرکے نہ ہی
کھال کے نیچے چھپا ہوا کوئی مسل (Muscle).

پیر صاحب نے کہا، ”ہماری بیٹی ابھی پانی پیے گی۔ “

پھر انھوں نے عبا کی جیب سے کمبل کا ایک سیاہ ٹکڑا نکالا اور لڑکی کی ماں سے کہا ”پانی لاؤ“ وہ اب زیر لب دعائیں پڑھ رہے تھے۔

پھر انھوں نے کمبل کے ٹکڑے کو جلایا اس کا دھواں پانی پر چھوڑا اور نسیم کے منہ پر بھی جس سے اس نے پھر سبکیاں سی لیں۔

”لو بیٹی بسم اللہ کر کے اس پانی کو پی جاؤ، “

نسیم کی ماں نے گردن کے پیچھے ہاتھ ڈال کر لڑکی کو تھوڑا سا بٹھایا اور وہ تابی
سے منہ کو گلاس تک لے گئی۔ دو ایک چھوٹے چھوٹے گھونٹ لیے اور خوش
ہو کر بول اٹھی ”میں ٹھیک ہو گئی۔ “

وارڈ کی کھڑکیوں اور جالی کے دروازے کے پیچھے سے جو ہسپتال کا عملہ اس
کارگردگی کو دیکھ رہا تھا باہر برآمدے میں نکل آیا لیکن وہ لوگ پاس نہیں
آئے۔“(۳۱)

اسلام کے ساتھ ساتھ انھوں نے عیسائیت مذہب کی بھی عکاسی بیان کی ہے۔ انھوں عیسائیت کا سینے پر جمع کا نشان یعنی صلیب بنانے کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کے پادری کے بارے میں کچھ نہ کچھ بیان کیا ہے۔ عیسائیت کے حوالے سے حسن منظر صاحب یوں رقمطراز ہیں :

”آج اتوار نہیں ورنہ اب تک وہ پادری بھی آ گیا ہوتا جو ہر وارڈ کے ایک
دروازے پر کھڑا ہو کر دعا پڑھ کر ہاتھ سے سینے پر صلیب کا نشان بناتا ہے
اور اگر ڈیوٹی نرس اسے فادر ادھر آیئے کہہ کر کسی خاص بیڈ تک لے جانا
چاہیے تو وہ وہاں جا کر دیر تک کھڑا دعا پڑھتا رہتا ہے اور بیمار کے سینے پر ہاتھ
سے عمودی اور اُفقی حرکت بناتے ہوئے بھی۔“(۳۲)

مزید یوں رقمطراز ہیں :

"بے اختیاری میں سالوں بعد کلیرس کا سیدھا ہاتھ سینے تک آیا۔ ایک بار اوپر سے نیچے تک گیا اور جب وہ اس خیالی لائن کو کراس کرنے کے لیے الٹی چھاتی تک گیا تو اس نے ہاتھ کو جھٹک کر خود سے علیحدہ کر دیا۔ "

مزید لکھتے ہیں کہ :

"ایک بار پھر کلیرس کا ہاتھ سینے پر صلیب بنانے کو ہوا اور جیور جیانے اسے تھام کر کہا "Dont" ۔ ہم مسلمان ہیں (For god sake georgi, do not give me blasphemous ideas. I am not that sinful.)"(۳۳)

حسن منظر نے ہندو مذہب کے مباحث کو بھی بیان کیا ہے انھوں نے اپنے ناول "دھنی بخش کے بیٹے" میں ایک ہندو لڑکی کے خط کو بیان کیا ہے۔ اس خط میں ان کے نظریات عقائد بیان کیے گئے ہیں کہ ہندو لڑکی اپنے بڑے بھائی کے پاؤں چھوتی ہے اور بیوی اپنے شوہر کا نام نہیں لیتی وغیرہ وغیرہ احمد بخش کو ہندو لڑکی نے خط دیا کہ آپ میرے شوہر کو مل کر واپس بھیج دیجیے گا۔ الفاظ بھی حسن منظر نے ٹھوس ہندی کے ہی استعمال کیے ہیں تمام الفاظ پر غور و فکر کرنے کے لیے قارئین کے زیر نظر لانے کے لیے پورا خط ہی پیش خدمت ہے۔

"بھائی جان۔ اسلام و علیکم۔ میں آپ کے پیر چھوتی ہوں اس لیے کہ آپ کی چھوٹی بھین ہوں۔ میرا نام نرملا ہے اور میں چترمل کی بہو ہوں۔ آپ انھیں جانتے ہوں گئے ان کا بڑا کاروبار ہے اور ان کی ذات بھی ہم لوگوں میں سب سے اونچی ہے۔ آپ کو پتا ہے ہمارے میں عورتیں اپنے پتی کا نام منہ سے نہیں لیتی ہیں۔ اس لیے میں اپنے پتی کا نام اپنی ڈیرانی (دیوارانی) سے لکھوا رہی ہوں۔ آنند کمار۔ باقی خط میں اپنے ہاتھ سے لکھ رہی ہوں۔ بھائی جان مجھے پتا چلا ہے آپ امریکا جارہے ہیں۔ لوگ وہاں سے آپ سے تحفے منگوائیں گے۔ میں کوئی اور ہی چیز منگوا رہی ہوں، بھائی جان۔ ان کو یہاں سے گئے نو سال ہو گئے۔ کوئی پتر نہیں بھیجتا ہے۔ نہ مجھے اور اور نہ اپنے بیٹے کو وہاں بلاتا ہے جو اب آٹھ سال کا ہو گیا ہے۔ شیتل کمار نام ہے

۔ آپ ضرور اس کا پتا چلائیے گا وہ امریکا ہی میں ہے کہیں اور نہیں گیا ہے اور اس سے کہیے یا وہ اپنے ملک واپس آ جائے یا مجھے اور اپنے بیٹے کو وہاں بلائے۔ بھائی جان مجھے اُمید ہے آپ ضرور ضرور اس کا پتا چلائیں گے۔ شادی اس نے اپنی پسند سے کی تھی پھر ناراضگی کی بات سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ سننے میں آیا ہے کسی گوری عورت کے ساتھ رہتا ہے۔ اپنے باپ کو اتنے سالوں میں جب بھی خط لکھتا ہے پیسہ منگوانے کے لیے لکھتا ہے اور مجھ سے فون پر کہہ چکا ہے، اپنے زیور بیچ کر مجھے پیسے بھیج، اس پیسے سے تجھے بلواؤں گا۔ یہ یہاں کا قانون ہے، تو پیسے بھیجے گی تو وہ ثبوت ہو گا تو میری پتنی ہے۔ میرے سورے نے منا کر دیا ورنہ میں رقم بھیجنے کو تیار تھی۔ اس کا پتا ہے شکاگو۔ کسی سندھی وانڑیے سے پتا چل جائے گا۔ بھائی جان مجھے نراس مت کیجئے گا۔ ابھی تو ساس سسر ہیں۔ جب یہ نہیں رہیں گے تو میرا اور میرے بیٹے کا سہارا کون ہو گا۔ آپ کی بے آسرا بھین نرملا۔"(۳۵)

حسن منظر نے اسلام، عیسائیت، ہندومت، یہودیت، جیسے بڑے مذاہب کی علامات و اصطلاحات کو اپنے ناولوں میں جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست میں تمام الفاظ بیان کر رہا ہوں جن کو حسن منظر نے اپنے ناولوں میں استعمال کیا ہے:

"حافظ جی، قرآن مجید، تسبیح، روضے، الٰہی، کعبے، داڑھی، تعزیہ، کلمہ، نیکی، جہنم، گناہ، وعظ، عالموں، بدعت، ٹوپیاں، سنت، وضو، عبادت، جنت، دین، ایمان، عاشورہ محرم، مجلسوں، اولو الالعاب، آمین، خضر، مسلک، شرک، برہمن، سکھ، عیسائی، ہندو، پجاری، دیوتا، دھرم، مندر، مفتی اعظم، کلیسائی، گرجا، پادری، رحل، پنڈت، جہان فانی، زرتشی، تورات، موسیٰ، ہارون، انجیل، زبور وغیرہ وغیرہ۔"(۳۶)

تکرار لفظی کا معنیاتی پیراڈائم:

تکرار لفظی سے کیا مراد ہے اس کی کیا کیا اقسام ہیں۔ اس کی معنیاتی جہت سے کیا مراد ہے، تکرار لفظی کے معنیاتی پیرا ڈائم کو پرکھنے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے تکرار لفظی کو تو سمجھا جائے کہ اس سے کیا مراد ہے۔ تکرار لفظی کی معنیاتی جہت ہے کیا؟ تکرار لفظی کی معنیاتی جہت سے مراد یہ ہے کہ کسی لفظ یا پھر لفظوں کے بار بار استعمال سے اس کے

معنی میں کیا فرق آتا ہے یا جملوں میں کیا کیا تبدیلی ہوتیں ہیں یا پھر جملے میں زور پیدا کیا جاتا ہے۔ تکرار لفظی صرف اور صرف الفاظ کو بار بار تکرار کے لیے تو استعمال نہیں ہوتی بلکہ اس سے معانی میں گہرائی پیدا کی جاتی اور اس سے بات میں زور پیدا کیا جاتا ہے۔

تکرار لفظی کو ۵(پانچ) وجوہات کی بنا پر استعمال کیا جاتا ہے۔

)۱(زور پیدا کرنے کے لیے :

تکرار لفظی سے جملے میں زور پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً

"چلتے چلتے وہ تھک گیا۔"

تسلسل پیدا کرنے کے لیے (۲)

کسی بھی عمل کے مسلسل جاری رہنے یا دیر تک جاری رہنے کے لیے بھی الفاظ میں تکرار پیدا کیا جاتا ہے۔ الفاظ کو بار بار استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً :

" بارش برستی رہی، برستی رہی "

(3)شدت یا جذبات کو ظاہر کرنے کے لیے:

کبھی کبھی اپنی بات میں شدت پیدا کرنے کے لیے یا پھر جذباتی رنگ پیدا کرنے کے لیے تکرار الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً :

"نہ، نہ، ہرگز نہ۔ "

(4)آہنگ پیدا کرنے کے لیے :

کبھی کبھی اپنے مؤقف میں آہنگ اور موسیقیت پیدا ارنے کے لیے الفاظ کو تکرار کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے مثلاً :

چل چل کے تھک گیا ہوں

رک رک کے مر گیا ہوں

(5)علامتی پہلو کو ظاہر کرنے کے لیے :

کبھی کبھی الفاظ کو تکرار کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تا کہ جملے میں استعاراتی پہلو کو اجاگر کیا جائے۔ مختلف ماہرین نے تکرار لفظی کی اپنے اپنے الفاظ میں تعریفیں کی ہیں۔ صاحبِ ''بحر الفصاحت'' تکرار لفظی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

''دو لفظوں کو، جو ایک ہی معنے رکھتے ہوں۔ مصرعوں یا شعر میں برابر جمع کرنا اور اس کی سات قسمیں گنوائی ہیں۔ (۱) تکریر مطلق (۲) تکریر مثنیٰ (۳) تکریر مشبہ (۴) تکریر متائق (۵) تکریر مع الوسائط (٦) تکریر موکد (۷) تکریر حشو۔ ''(۳۷)

صرف اور صرف شاعری میں ہی تکرار لفظی کا استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ نثر میں بھی تکرار لفظی اپنی موجودگی اور اہمیت کا احساس دلاتی رہتی ہے۔ نثر نگاری میں بھی مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ معنی میں زور پیدا کرنے کے لیے بھی تکرارِ الفاظ کا استعمال مصنف کرتا۔ کبھی تاکید کے لیے اور کبھی معانی میں فرق پیدا کرنے کے لیے نثر نگار تکرار لفظی کا استعمال کر کے اپنی تحریر میں تاثیر اور فن مہارت پیدا کرتے ہیں۔ حسن منظر عصر حاضر کے بڑے ناول نگاروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کے ناولوں میں سے چند مندرجہ ذیل الفاظ کو بطور مثال پیش کرتے ہیں :

''آوازیں تمہارے کان میں کہاں ہیں، دماغ میں ہیں ، انھیں غور سے سنو، یہ صرف رونے چیخنے کی نہیں تمہاری فتح کی آوازیں ہیں۔ ایک سکے کی دو سائیڈز: چیخ، فتح۔۔۔۔۔چیخ، فتح۔۔۔۔۔چیخ، فتح۔۔۔۔چیخیں نہ ہو تو فتح کیسی۔ ''(۳۸)

''ہم نے موت دینے میں بھی یہ خیال رکھا ہے کہ مسلمان، مسلمان موت مریں۔ کہیں کہیں سے کمزور سی، مدافعت کے ہتھیاروں کے چلنے کی، گنتی کے چند لمحوں کو آواز آتی ہے۔ ''(۳۹)

''تب سے لبنانی سپاہی وہاں بے دھڑک وقت کی معیاد سے بے نیاز زندگی ختم رکنے کا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ''(۴۰)

''بوڑھا یوسف: ایک دماغی مریض کا، ایک دن ایک ایک کر کے اپنے تمام بچوں کو ذبح کر ڈالنا کہ کہیں بڑے ہو کر آوارہ نہ نکلیں۔ ''(۴۱)

حسن منظر اپنے ناول "بیر شیبا کی ایک لڑکی" میں ایک نائیجیریا کے جنوب مشرقی فرد کے گانے کا حوالہ دیتے ہیں کہ :

"بنے بنے وائیا ہو، بنے بنے وائیا ہو

وائیا ہو، وائیا ہو "(۴۲)

"نہ، نہ، نہ میں نے سنجیدگی سے کہا۔ مین ایک سیدھا سادہ آدمی ہوں۔ "(۴۳)

"دور سے میں نے اسے پلٹ کر دیکھا۔

وہ لوگ بدروں کی طرح ہو، ہو، ـــــ

ہو، ہو، ہو ـــ ہو کے رونے والے لہجے میں گا رہے تھے ـــ "(۴۴)

"جب میں نے بتایا کہ میں تھا تو اس نے چونک کر ایوا! کہا جیسے کہہ رہا ہو ازات۔ پھر وہ زین زین کہہ کر سوچ میں پڑ گیا۔ "(۴۵)

ایک مثال حسن منظر کے ناول "دھنی بخش کے بیٹے" میں سے پیش خدمت :

"زیادہ اہم مہمان ایک، ایک

دو، دو کر کے اٹھنے لگے۔ "(۴۶)

شماریت کا معنیاتی پیراڈئم :

شماریت (Enumeration) اسلوبیات کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس میں کسی بھی ادیب کے فن کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ اس نے ایک ہی خاندان کے الفاظ کو ایک خوبصورت لڑی میں کسی طرح یکجا کر کے بیان کر دیا ہے۔ ہر ادیب اس کو اپنی قابلیت، مہارت اور ضرورت کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ اس حوالے سے مرزا خلیل بیگ لکھتے ہیں کہ :

"شماریت بیان کا ایک طرز ہے جس میں مختلف اشیا یا افعال کا ایک ایک کر کے نام گنایا جاتا ہے جس سے ایک زنجیر سی بن جاتی ہے۔ اس سے جملے کی

نحوی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جن اشیا کا ایک ایک کر کے نام لیا جاتا ہے وہ بالعموم ایک زمرے یا قبیل سے تعلق رکھتی ہیں اور ان میں ایک قسم کا معنیاتی ربط پایا جاتا ہے یہ طرزِ بیان کسی بھی طرح تسلسلِ بیان کو مجروح نہیں ہونے دیتا۔"(۴۷)

ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ صاحب کی بیان کردہ تعریف اگرچہ جامع اور مکمل ہے لیکن یہاں اس میں تھوڑی مزید وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر عامر سہیل یوں رقم طراز ہیں :

"اگر اشیا کا تعلق ایک زمرے یا ایک قبیل سے نہ بھی ہو تو لفظوں کا وہ معنیاتی گروہ شماریت کی ذیل میں آئے گا۔ اصل معاملہ الفاظ و تصورات کے درمیان باہمی اور منطقی ربط کا ہے۔ اگر یہ استوار ہے تو شماریت کے تمام تقاضے پورے ہو جاتے ہیں۔"(۴۹)

ڈاکٹر حسن منظر صاحب نے اپنے مخصوص انداز اور فن مہارت کی بنا پر اپنے منفرد اسلوب میں پہلے خود کو افسانوی ادب میں ممتاز ادیبوں میں شمار کروایا اور پھر عصر حاضر کے بڑے ناول نگاروں کی صف میں اولیت حاصل کر لی ہے۔ اگر ان کی ناول نگاری پر شماریت کو اپلائی کریں تو ان کی اُردو زبان پر گرفت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ انھوں نے الفاظ کو کتنے احسن انداز میں استعمال میں لا کر الفاظ کے معانی کو کہاں سے کہاں لے کر گئے ہیں۔ چند ایک مثالیں پیش خدمت ہیں جس میں شماریت نظر آتی ہے۔ حسن منظر اپنے ناول "وبا" میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ :

"چمکتی ہوئی ایمبولینس جن سے سخت کالرز، ٹائی، سوٹ اور چمکتے ہوئے بوٹس والے ڈاکٹر سرخ شال اور سفید کراری یونیفورم والی نرسیں اور ملٹری ہیٹ کے نیچے دبے خاکی یونیفورم والے برآمد ہو رہے تھے۔ کاریں ملٹری جیپیں اور لینڈ روور لگتا تھا۔ ہسپتال میں وکٹری ڈے منایا جارہا ہے۔"(۵۰)

"وہ لفٹ سیکنڈ ہینڈ کیا، تھرڈ فورتھ بلکہ ففتھ ہینڈ لگتی تھی۔"(۵۱)

"اس وقت رات کی نرسیں صبح آنے والی نرسوں کو چارج دے رہی ہیں۔ وارڈ بوائز سرنجیں، ٹنگ ڈپریسرز، ڈرپ سیٹس اور تھرمومیٹرز کو دھونے کے کام میں مصروف ہیں۔"(۵۲)

مزید ایک مثال "بیر شیبا کی ایک لڑکی ماں، بیٹی" میں سے :

"جیور جیانا بتا رہی تھی، مما یہ صمد کی فیمی ہے، یہ اس کی مدد ہیں، یہ فادر یہ بہن یہ چھوٹا بھائی اور یہ وہ خود۔"(۵۳)

حسن منظر کے ضخیم ناول "دھنی بخش کے بیٹے" میں سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

"کوے، چلیں، گدھ، پیڑوں پر سوئے ہوئے الو اور گاؤں والوں کی چگتی ہوئی مرغیاں۔"(۵۴)

"مسجد احمد بخش کے باپ کی بنوائی ہوئی تھی۔ ان سے پہلے وہاں ایک کچی مسجد تھی جس میں نمازیوں کے وضو کرنے کا انتظام تھا، نہ مینار تھے، نہ گنبد، نہ اذان، ہوتی تھی، نہ جماعت سے نماز، کیونکہ کوئی امام ہی نہیں تھا۔"(۵۵)

اس طرح کی سینکڑوں مثالیں حسن منظر کے ناولوں میں مل جاتی ہیں۔ جن سے آسانی کے ساتھ حسن منظر کے علم و فن کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے زیر بحث شاریت ہے اور اس کے حوالے سے ہم معنیات کو زیر بحث لا رہے ہیں کہ الفاظ کو جملوں اور فقروں میں کس طرح سے معانی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

حسن منظر کے ناولوں میں سلینگ (Slang) کا اطلاقی پہلو :

سب سے پہلے یہ جانتے ہیں کہ سلینگ سے کیا مراد ہے۔ اُردو میں اس کے لیے کون کا لفظ رائج ہے۔ اس حوالے سے یہ بتانا ضروری ہے کہ سلینگ کے لیے ابھی تک اُردو زبان میں کوئی بھی حرف متبادل نہیں ہے۔ اگرچہ سلینگ کے متبادل اُردو میں کوئی لفظ موجود نہیں ہے پھر بھی اس کا استعمال تحریری لحاظ سے بھی ہو رہا ہے اور تقریری لحاظ سے تو بہت زیادہ ہو رہا ہے۔

اصل سلینگ ہے کیا؟

سلینگ سے مراد وہ غیر رسمی اور بازاری الفاظ ہوتے ہیں جو معیاری لحاظ سے زبان میں استعمال نہیں ہوتے لیکن عام بول چال کی زبان کا حصہ ضرور ہوتے ہیں۔ مخصوص علاقوں یا گروپس کے الفاظ بھی مخصوص ہی ہوتے ہیں۔ عام طور پر یہ الفاظ دوستانہ ہوتے ہیں۔ اکثر طنز و مزاح کے حوالے سے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رؤف پاریکھ یوں رقم طراز ہیں :

"سلینگ کی تین خصوصیات ہیں: اول عام بول چال اور بے تکلفی کی زبان (collquial) ہونا: دوم: غیر رسمی Informl ہونا۔ نئی بات کہنا یا پرانی بات کو نئے انداز سے کہنا۔ نیز یہ کہ سلینگ کو مستند زبان سے کم تر بھی سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اسے (Lingo of the gutter) بھی کہا گیا۔ سیلنگ کی دیگر خصوصیات میں یہ بھی شامل ہے کہ اس کی سرحدیں کبھی کبھی بے ادبی اور گستاخی سے بھی جا ملتی ہیں۔ کبھی سلینگ کا مقصد جھٹکا (Shock) ہوتا ہے۔ یہ فحش بھی ہو سکتا ہے۔"(۵۶)

جو بات پہلے بیان کی گئی ہے کہ اُردو زبان میں سلینگ کا متبادل لفظ موجود نہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رؤف یوں بیان کرتے ہیں کہ :

"اُردو زبان میں انگریزی لفظ سلینگ Slang کے لیے کوئی باقاعدہ مترادف موجود نہیں ہے۔"(۵۷)

حسن منظر کے ہاں بازاری زبان کو استعمال تو کیا گیا ہے لیکن اتنے احسن انداز میں کہ زبان کے تقاضے بھی پورے ہو رہے ہیں اور کوئی غیر معیاری تاثیر بھی سامنے نہیں آنے دیتے یہی بڑے لکھاری کا فن ہوتا ہے۔ حسن منظر کے ناولوں میں سے سلینگ کی مثالوں کا جائزہ لیتے ہیں اور پیش خدمت ہیں چند ایک مثالیں جن میں سلینگ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے :

"جیورجیا کے سینے میں ڈھکر پکر ہو رہی تھی جب وہ اپنی ایک کتاب میں وہ وہ گروپ فوٹو نکال کر لائی اور اسے کلیرس کے ہاتھ میں تھما کر ماں سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی۔"(۵۸)

"تم دونوں ان جھمیلوں میں کہاں پڑ گئے۔"(۵۹)

مزید ایک مثال "وبا" ناول میں سے جس میں حسن منظر کو بہت احسن انداز میں بیان کر کے ایک بہترین منظر کشی بیان کرتے ہیں کہ کسی طرح بلدیاتی ڈرائیور رمضان کو غیر معیاری الفاظ کے ذریعے تقریر کرنے سے منع کرتا ہے۔ حسن منظر یوں رقم طراز ہیں :

"اگر امام کا انتظار نہ ہو سکے تو وہ مردہ وارڈ کے باہر جہاں مرنے والے کو کفن میں لٹا دیا گیا ہوتا ہے، نماز جنازہ بھی پڑھا سکتا ہے۔ لگتا ہے نماز جنازہ

پڑھانااس نے ہسپتال میں پوسٹ کے جانے کے بعد سیکھا ہے۔بس اس میں ایک ناپسندیدہ عادت ہے۔نماز جنازہ کے بعد تقریر کرنے کی کہ مرنے کے بعد بس کیا کیا انسان کے کام آتا ہے لیکن اگر دفن بلدیاتی کورپوریشن کے خرچے پر ہو اور ڈیڈ باڈی کو لے جانے کے لیے اس کی گاڑی آگئی ہو اور ڈرائیور یاڈیڈباڈی کو لوڈ کرانے والا شخص اسے سختی سے کہے۔"اچھامولوی بس "تو اسے ناچار خاموش ہونا پڑتا ہے اور گیٹ پر واپس جاکر اپنے ساتھی سے افسوس کے ساتھ کہتا ہے۔"کیسے لوگ ہیں "انہیں عاقبت سدھارنے والے دوبول سننے بھی گوارا نہیں۔"(60)

"دھنی بخش کے بیٹے"میں سے ایک مثال :

"علی بخش نے پُھس پُھسی مزاحمت سے کہا ، پھر ہمارے گھرانے کے بچوں سے کون شادی کرے گا۔"(٦١)

حسن منظر کے ہاں الفاظ کے معنیاتی تعلقات،معنیاتی درجہ بندی اور الفاظ کی نوعیت :

کسی بھی مصنف کے اسلوب یعنی اس کے اندازِ تحریر یا پھر اس کے ہاں فکری اور فنی پہلوں کا جائزہ لیا ہو یا پھر اس کے اسلوبیات پر بحث کرنا ہو جہاں ہم صوتیات کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔صرفیات،معنیات اور نحویات پر بحث کرتے ہیں۔وہاں ضروری ہے کہ ہم کسی بھی تخلیق کار کے متن پر مکمل لسانی تحقیق اور تبصرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ہاں الفاظ کے ذخیرہ کا جائزہ نہ لیا جائے۔الفاظ کی کتنی صورتحال نظر آتی ہیں۔موضوعات کے لحاظ سے الفاظ کو کتنے گروپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔تمام گروہوں کا جائزہ ہی اس میں وضاحت بیان کرتا ہے کہ تخلیق کار کس لیول پر ہے۔

حقیقت میں کسی بھی تخلیق کار کا مقصد انسان کی فلاح و بہبود ہی ہوتا ہے۔زندگی کو جتنا قریب سے دیکھا جاتا ہے اتنا ہی سماجی مسائل اور ان کے حل کو بیان کیا جاتا ہے۔معنیات کا عالم بہت وسیع ہے۔اس میں سیاست،مذہب،تاریخ،فلسفہ، شعور اور کلچر وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے۔معاشی زندگی کی سماجی،تہذیبی اور ثقافتی صورت حال کو بیان کیا جاتا ہے۔

معنیات سے ہی زبان کے تمام ابہام کو دور کیا جاتا ہے۔معنیات کے ذریعے تخلیق کار کے تجربات تک رسائی حاصل ہوتی ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ معنیات بھی ایک سماجی ادارہ ہے۔اس حوالے سے خلیل صدیقی لکھتے ہیں کہ زبان کا اصل مقصد کیا ہے۔خلیل صدیقی یوں رقم طراز ہیں :

"زبان کا سب سے اہم مقصد اور منصب سماجی ہے۔ اسے سماجی عمل بلکہ سماجی ادارہ کہنا چاہیے۔ ایسا سماجی ادارہ جو دوسرے سماجی اداروں مثلاً مذہب ، اخلاق، قانون، معاش، سیاست، تعلیم و ہنر وغیرہ کی تنظیم اور ان کے استحکام کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے مؤثرات انفرادی بھی ہوتے ہیں اور اجتماعی بھی۔ ہر سماجی ادارہ اپنی بقا کے لیے اس کا محتاج ہے۔۔۔ انھی کے ذریعے سے عالمی سماج میں ہم آہنگی اور نکھار پیدا کرنے کا امکان ہو سکتا ہے۔"(۶۲)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ معنیاتی عمل سے ہی زبان مکمل ہوئی ہے۔ زبان کا مقصد تو بت کو دوسرے تک پہنچانا ہوتا ہے کہ معنیاتی تعقلات سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی عبارت یا متن کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

جب ہم کسی لفظ، عبارت یا متن کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم صرف الفاظ نہیں دیکھتے بلکہ ان کے پس منظر، استعمال، ربط اور دلالت کو بھی عقل و فکر کی روشنی میں پرکھتے ہیں۔ اس پرکھ اور استدلال کو معنیاتی تعقلات کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ لفظ "نور" کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ "نور" صرف روشنی کے معانی میں ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کو عقل و فکر، ہدایت، علم، روحانی اُجالے کی بھی علامت سمجھا جاتا ہے۔

معنیاتی درجہ بندی :(Seamantic Classification)

معنیاتی درجہ بندی سے مراد الفاظ، جملوں یا متون کو ان کے معنی کی بنیاد پر مختلف زمروں میں تقسیم کیا جائے۔

معنیاتی درجہ بندی کی بنیادی اقسام :

1. لفظی سطح درجہ بندی
2. مفہومی سطح درجہ بندی
3. متنی یا سیاقی درجہ بندی
4. تصوری درجہ بندی

کیونکہ ہمارا موضوع اسلوبیات کے حوالے سے معنیاتی درجہ بندی ہے۔ اس لیے ہم یہاں صرف موضوعات کے حوالے سے ہی درجہ بندی دیکھیے گے۔ کہ حسن منظر کے ناولوں میں معنیاتی اور موضوعاتی حوالے سے کون کون سی صورتیں موجود ہیں۔

1. ادبی الفاظ

2. متعدد زبانوں کے الفاظ
3. مذہبی الفاظ
4. طبقاتی الفاظ
5. سائنسی تراکیب و الفاظ
6. صوفیانہ الفاظ
7. سیاسی تراکیب و الفاظ

ادبی الفاظ :

”تنقید ، مجلس ، شاعر ، شعر، منزل ، نظم ، علامات، منظر کشی ، تلمیحات۔“(۶۳)

متعدد زبانوں کے الفاظ :

انگریزی زبان کے الفاظ :

“Colonel, whatever his name is, wer saying to bokhari, I heard him saying this to him, I will recommend your name for the medel your department is going to award to the person who has best fought against small pox thie year, Hunh, Did he ever see Bokhari touch a patient, Give the Hospital two gardeners, Very efficient, And Blow up the whole place, we are on sure footing, I can assure you we are going to win. Good chap, That bring of yours, She is here for her atropine, He must be tired, Have I over reacted?.”(۶۴)

مزید الفاظ ”حبس“ میں :

"Okay, She Continues to be your wife, Good night love birds, welcome sweet, High security state mental Hospital Israel, ture leftist, Yisrael Beiteinue, what's that , whats that" (۶۵)

ایسے الفاظ جن کو حسن منظر ویسے کے ویسے ہی اُردو رسم الخط میں لکھ کر استعمال کیا ہے۔چند الفاظ بطور مثال :

”کارٹور، ڈائیور، کسٹم آفس، سفاڈی فلائٹ، اووف فوکس، پرفیکٹ، فلم میکر، میکسم جیس، سیکورٹی، موزیم، میزرائم، فاشزم، بلڈنگ، ملٹری ٹیوٹر، کنیسٹ، مانک ایکرمین، لینڈ، پوسٹ، برشیاپاٹ، لیکچر، ہیلی کاپٹر، رائن بائن، ناپتا، سوری، رجسٹرڈ، میل، گورنمنٹ رومن، کیتھولک، فاشون، اسٹیورڈ، سوشل، پورک، کمیونٹی، کلیرس، ہوسٹل، ڈارلنگ، ریسٹوران، یوز، پریئزر، یونائیٹڈ کنگ ڈم، رچرڈ، وغیرہ وغیرہ۔“(٦٦)

چند دوسری زبانوں کے الفاظ بھی استعمال کیے ہیں۔ہندی۔عربی، عبرانی، وغیرہ زبانوں کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے جو کہ چند ایک مندرجہ ذیل ہیں :

”خدیقے، امراۃ، قف قف، مفروم، شت اب، مطار میناء، استرتح، رشداستہ، کلمہ واحد، مضٰی ما مضیٰ، کیفک، صلوۃ سہلاً بین النہود بین النہود، حطۃ شیور، ایوا!، رب الملکوت، خبر، واشوف فض النھد، خلونی اشوف من، یا عزیز الجبار المتکبر، پرارتھنا، داس کعیا، ملیچھ، موہرم، ہرے رام، دھرم تیاگ دو، راجہ مہانیوں، ستالوی، عروۃ الوثقیٰ، بھانت بھانت، آشا بندھائے گا، سوگند، حفاجت وغیرہ وغیرہ۔“(٦٧)

مذاہب (اسلام، یہودیت، عیسائیت، ہندومت کی علامات واصطلاحات):

حسن منظر نے ان تمام مذاہب کے عقائد، علامات، تلمیحات وغیرہ کے لیے منتخب کردہ الفاظ کو بالکل ان کے درست مقام و مرتبے کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔چند الفاظ بطور مثال پیش خدمت ہیں :

”قرآن، زبور، تورات، انجیل، برہمن، حافظ جی، موسیٰ وہارون، مندروں، اناجیل، عیسائی، سکھ، مسلمان، پجاری، فرقے، دھرم، دیوتا، عقیدہ، الٰہی، وضو، روضے، تسبیح، داڑھی، کعبے، جہان فانی، الٰہی، تعزیہ، کلمہ،

جہنم، نیکی، گرجا، پادری، کلیسائی، ،مفتی، وعظ، عالموں، سنت، ٹوپیاں، عبادت گاہ، دین، ایمان، مجلسوں، آمین، خضر، مسلک، نان ونفقہ، عاشورہ، محرم، ٹوپیاں۔" (۶۸)

طبقاتی تراکیب الفاظ :

"امام، مولوی، پادری، صدر، ڈاکٹر، فوجی، نرسیں، دربان، مزدور، ماسٹر، مالی، قاضی، پولیس، عدلیہ، دکاندار، سُنار، درزی، حمام، ڈاک۔" (۶۹)

طبی و سائنسی اصطلاحات :

حسن منظر نے طبی و سائنسی اصطلاحات کو دو طرح ہی استعمال کیا ہے کچھ الفاظ کو انگریزی رسم الخط میں ہی تحریر کر دیا ہے اور چند ایک اصطلاح اور الفاظ کو رومن رسم الخط میں تحریر کر دیا ہے۔ چند ایک ایسے الفاظ جن کو رومن میں تحریر کیا گیا ہے۔

"ای۔ ای۔ جی، شیبا مڈیکل، کولیسٹرول، بلڈ پریشر، میزائلز، کمپاؤنڈ، مپنوٹک، گلوبل وامنگ، ایسفالٹ، ٹیکنشنز، انجکشن، ڈراپس، فزیو تھراپی، سکشن یمت، سائیکٹر سیٹ، ہیلتھ اسکاؤٹس، تھیورم، لیب بوائے، رفلیکس، ایکس، آرتھوپیڈک، پرمانینٹ، سیکریٹری ہیلتھ، کیس ہوپ لیس وغیرہ وغیرہ۔" (۷۰)

چند ایک الفاظ جن کو انگریزی زبان میں ہی بیان کر دیا ہے۔ یہ بھی حسن منظر کا ایک ہی انداز ہے کہ جس طبقے کے حوالے سے ناول تحریر کیا گیا ہوتا ہے بالکل اسی کے مطابق انھوں نے اسلوب اپنایا ہے اور اس کے مطلق الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ چند ایک الفاظ طبی و سائنسی تراکیب کے جن کو انگریزی میں ہی لکھا گیا ہے۔

"The higher bioloigical , Gynocologist, Biological usage, excommunicate, maternity level, Constrating- mother, Sedatives, Psyche, Levistcus, Hubris, Psychoenalyst, The color of our blood, Is he dead, Cells, Momentum, etc" (۷۱)

سیاسی الفاظ :

حسن منظر نے "حبس" میں پورا چیپٹر ہی "دنیا کا پہلا لیفٹیننٹ" رکھا۔ اس سے ہٹ کر بھی انھوں نے بہت سے الفاظ اپنے ناولوں میں استعمال کیے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں :

"کینسیٹ (اسرائیلی پالیمنٹ)"

سفارڈی: سپین اور پرتگال سے ۱۴۹۲ء میں نکالے گئے لوگ جو شمالی افریقہ اور مشرق وسطیٰ میں جا بسے تھے۔ وزیر دفاع، وزیر اعظم، ناظم، صاحب بہادر، صدارت، کمیونسٹ، الیکشن وغیرہ وغیرہ۔"(۴۲)

جنگی آلات / الفاظ :

"کٹے ہوئے نرخوں سے خون کی پھنکار کی آوازیں۔

47- AKرائفل ، ٹینکوں، جیٹ فائرز، ایٹمی اسلحہ ، ہولو کاسٹ holocaustیونانی ، مکمل تباہی اور خوں ریزی۔ خاص طور پر جس میں شہری مارے جائیں۔ پوگردم: (روسی، تباہی لانا، غضبناک فساد جس میں کسی نسل یا مذہبی اقلیت کا کچلا جائے۔)"(۴۳)

صوفیانہ الفاظ :

"مرشد، درگاہ، وحدت الوجود، دیر، (خانقاہ، ٹھکانہ) بزرگ ایزرا (یہودی امام)، احبار (ضبر واحد مم یہودیوں کا فقیہ)
کاوش (یہودی عزادار کی مناجات)
معرفت: جالوت وغیرہ وغیرہ۔"(۴۴)

حسن منظر کے ناولوں میں ان سے ہٹ کر اور بہت سی الفاظ کی تراکیب استعمال کی گئی ہیں۔ کیونکہ حسن منظر نے حبس ناول میں جس تہذیب کے الفاظ اور اس تہذیب کی ثقافت کو بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے جس طبقے کے بارے میں مصنف لکھتا ہے۔ اس کے بارے میں اس کی تہذیب و ثقافت، رہن، سہن، رسم و رواج، اور روایات کے متعلق پورا پورا علم ہو گا تب ہی اسلوب میں انفرادیت اور کہانی کے پلاٹ میں پائیداری ہو گی جو مصنف کو عام لکھاریوں سے ممتاز کرواتی ہے۔ جیسا کہ

حسن منظر صاحب کو علم و فن پر مکمل دسترس ہے جو کہ ان کے ناولوں میں نظر آتی ہے یہی وجہ ہے کہ ناول نگاری میں بڑے بڑے ناموں میں ایک نام حسن منظر صاحب بھی ہے۔

حوالہ جات

1. پروفیسر صفدر علی، اُردو لسانیات، لاہور: فاروق سنز، س ن، ص: ۹۲
2. پروفیسر گیان چند جین، عام لسانیات، لاہور: ادارہ تاریخ و ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۹ء، ص: ۲۸۱
3. ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان، کشاف اصطلاحات لسانیات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء، ص: ۴۱۷
4. پروفیسر گیان چند جین، لسانی مطالعے، نئی دہلی: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۹۱ء، ص: ۲۷
5. رؤف پاریکھ، لسانیاتی مباحث، کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۲۴ء، ص: ۱۴۳
6. ڈاکٹر محمد اشرف کمال، لسانیات اور زبان کی تشکیل: فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۵ء، ص: ۱۵۶
7. محمد شیر از دستی، لسانیات ایک جامع تعارف، کراچی: آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۲۲ء، ص: ۷۰-۷۱
8. ڈاکٹر محمد اشرف کمال، لسانیات اور زبان کی تشکیل، ص: ۱۵۶
9. محمد شیر از دستی، لسانیات ایک جامع تعارف، ص: ۷۰
10. ایضاً
11. ڈاکٹر عامر سہیل، جدید لسانیاتی اور اسلوبیاتی تصورات، ص: ۲۱۹-۲۲۰
12. حسن منظر، وبا، کراچی: شہزاد پبلشرز، ۲۰۱۹ء، ص: ۴۶
13. ایضاً
14. ایضاً، ص: ۴۲
15. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص: ۲۱
16. حسن منظر، متفرق
17. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص: ۱۲۶
18. ایضاً، ص: ۱۲۹
19. حسن منظر، متفرق
20. حسن منظر، العاصفہ، ص: ۱۵
21. ایضاً، ص: ۶۱
22. حسن منظر، متفرقات

23. حسن منظر، وبا، ص:۱۴
24. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۷۸
25. ایضاً، ص:۱۰۰
26. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۵۷
27. ایضاً، ص:۵۵۔۵۶
28. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۱۳۸
29. حسن منظر، وبا، ص:۱۴
30. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۸۶
31. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۱۸۲۔۱۸۳
32. حسن منظر، وبا، ص:۱۴۔۱۵
33. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۸۲
34. ایضاً
35. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۲۲۶۔۲۲۷
36. حسن منظر، متفرق،
37. نجم الغنی، بحر الفصاحت، مرتبہ: سید قدرت نقوی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۷ء، ص:۱۰۸
38. حسن منظر، حبس، ص:۲۷
39. ایضاً، ص:۲۷۔۲۸
40. ایضاً ، ص:۲۹
41. ایضاً، ص:۳۸
42. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۶۷
43. ایضاً، ص:۶۹
44. حسن منظر، العاصفہ، ص:۸
45. ایضاً، ص:۹۷
46. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۳۱
47. ایضاً، ص:۲۲۲
48. ڈاکٹر مرزا خلیل بیگ، اسلوبیاتی تنقید، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء، ص:۲۱
49. ڈاکٹر عامر سہیل، جدید لسانیاتی اور اسلوبیاتی تصورات، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۲۱ء، ص:۲۵۵۔۲۵۶

50. حسن منظر، وبا، ص:۳۸
51. ایضاً، ص:۳۲
52. ایضاً، ص:۷
53. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۱۲۸
54. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۹۴
55. ایضاً، ص:۵۵۔۵۶
56. ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اولین اُردو سلینگ لغت، کراچی: فضلی سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۶ء، ص:۱۱
57. ایضاً، ص:۱۰
58. حسن منظر، بیر شیبا کی ایک لڑکی، ص:۱۴۲
59. ایضاً
60. حسن منظر، وبا، ص:۱۵
61. حسن منظر، دھنی بخش کے بیٹے، ص:۱۱۷
62. حسن منظر، وبا، متفرق
63. حسن منظر، حبس، متفرق
64. حسن منظر، متفرقات
65. ایضاً
66. ایضاً
67. ایضاً
68. ایضاً
69. ایضاً
70. ایضاً
71. ایضاً
72. ایضاً
73. ایضاً
74. ایضاً

References:

1. Prof. Safdar ʿAlī. Urdu Lisāniyāt. Fārūq Sons, Lahore, s.n., p. 92.

2. Prof. Gyān Chand Jain. ʿĀm Lisāniyāt. Idāra Tārīkh-o-Saqāfat-e-Islāmiyah, Lahore, 2019, p. 281.

3. Dr. Ilāhī Bakhsh Akhtar ʿAwwān. Kashshāf Iṣṭilāḥāt-e-Lisāniyāt. Muqtadirah Qaumī Zabān, Islamabad, 1995, p. 417.

4. Prof. Gyān Chand Jain. Lisānī Muṭā ʿlay. Taraqqī Urdu, New Delhi, 1991, p. 27.

5. Rauf Pāreikh. Lisāniyātī Mabāḥis. City Book Point, Karachi, 2024, p. 143.

6. Dr. Muḥammad Ashraf Kamāl. Lisāniyāt aur Zabān kī Tashkīl. Misāl Publishers, Faisalabad, 2015, p. 156.

7. Muḥammad Shīrāz Dastī. Lisāniyāt: Ek Jāmiʿ Taʿāruf. Oxford University Press, Karachi, 2022, pp. 70–71.

8. Dr. Muḥammad Ashraf Kamāl. Lisāniyāt aur Zabān kī Tashkīl, p. 156.

9. Muḥammad Shīrāz Dastī. Lisāniyāt: Ek Jāmiʿ Taʿāruf, p. 70.

10. Ibid.

11. Dr. ʿĀmir Suhayl. Jadīd Lisāniyātī aur Aslūbīyātī Taṣawwurāt, pp. 219–220.

12. Hasan Manẓar. Wabā. Shehzād Publishers, Karachi, 2019, p. 46.

13. Ibid.

14. Ibid., p. 42.

15. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 21.

16. Hasan Manẓar. Miscellaneous.

17. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 126.

18. Ibid., p. 129.

19. Hasan Manẓar. Miscellaneous.

20. Hasan Manẓar. al-ʿĀṣifah, p. 15.

21. Ibid., p. 61.

22. Hasan Manẓar. Miscellaneous.

23. Hasan Manẓar. Wabā, p. 14.

24. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 78.

25. Ibid., p. 100.

26. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, p. 57.

27. Ibid., pp. 55–56.

28. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 138.

29. Hasan Manẓar. Wabā, p. 14.

30. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 86.

31. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, pp. 182–183.

32. Hasan Manẓar. Wabā, pp. 14–15.

33. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 82.

34. Ibid.

35. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, pp. 226–227.

36. Hasan Manẓar. Miscellaneous.

37. Najm al-Ghanī. Baḥr al-Faṣāḥat, ed. Sayyid Qudrat Naqvī, Majlis Taraqqī Adab, Lahore, vol. 6, 2007, p. 108.

38. Hasan Manẓar. Ḥabs, p. 27.

39. Ibid., pp. 27–28.

40. Ibid., p. 29.

41. Ibid., p. 38.

42. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 67.

43. Ibid., p. 69.

44. Hasan Manẓar. al-‘Āṣifah, p. 8.

45. Ibid., p. 97.

46. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, p. 31.

47. Ibid., p. 222.

48. Dr. Mirzā Khalīl Beg. Aslūbīyātī Tanqīd. Sang-e-Meel Publications, Lahore, 2010, p. 21.

49. Dr. ʿĀmir Suhayl. Jadīd Lisāniyātī aur Aslūbīyātī Taṣawwurāt. Misāl Publishers, Faisalabad, 2021, pp. 255–256.

50. Hasan Manẓar. Wabā, p. 38.

51. Ibid., p. 32.

52. Ibid., p. 7.

53. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 128.

54. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, p. 94.

55. Ibid., pp. 55–56.

56. Dr. Rauf Pāreikh. Awwalīn Urdu Sling Lughat. Fazlī Sons Ltd., Karachi, 2006, p. 11.

57. Ibid, p. 10.

58. Hasan Manẓar. Beersheba kī Ek Laṛkī, p. 142.

59. Ibid.

60. Hasan Manẓar. Wabā, p. 15.

61. Hasan Manẓar. Dhanī Bakhsh ke Beṭe, p. 117.

62. Hasan Manẓar. Wabā, Miscellaneous.

63. Hasan Manẓar. Ḥabs, Miscellaneous.

64. Hasan Manẓar. Miscellaneous.

65. Ibid. 65–74.